www.novelsclubb.com
لال
عشق
ناولز کلب
ام حبیبہ
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

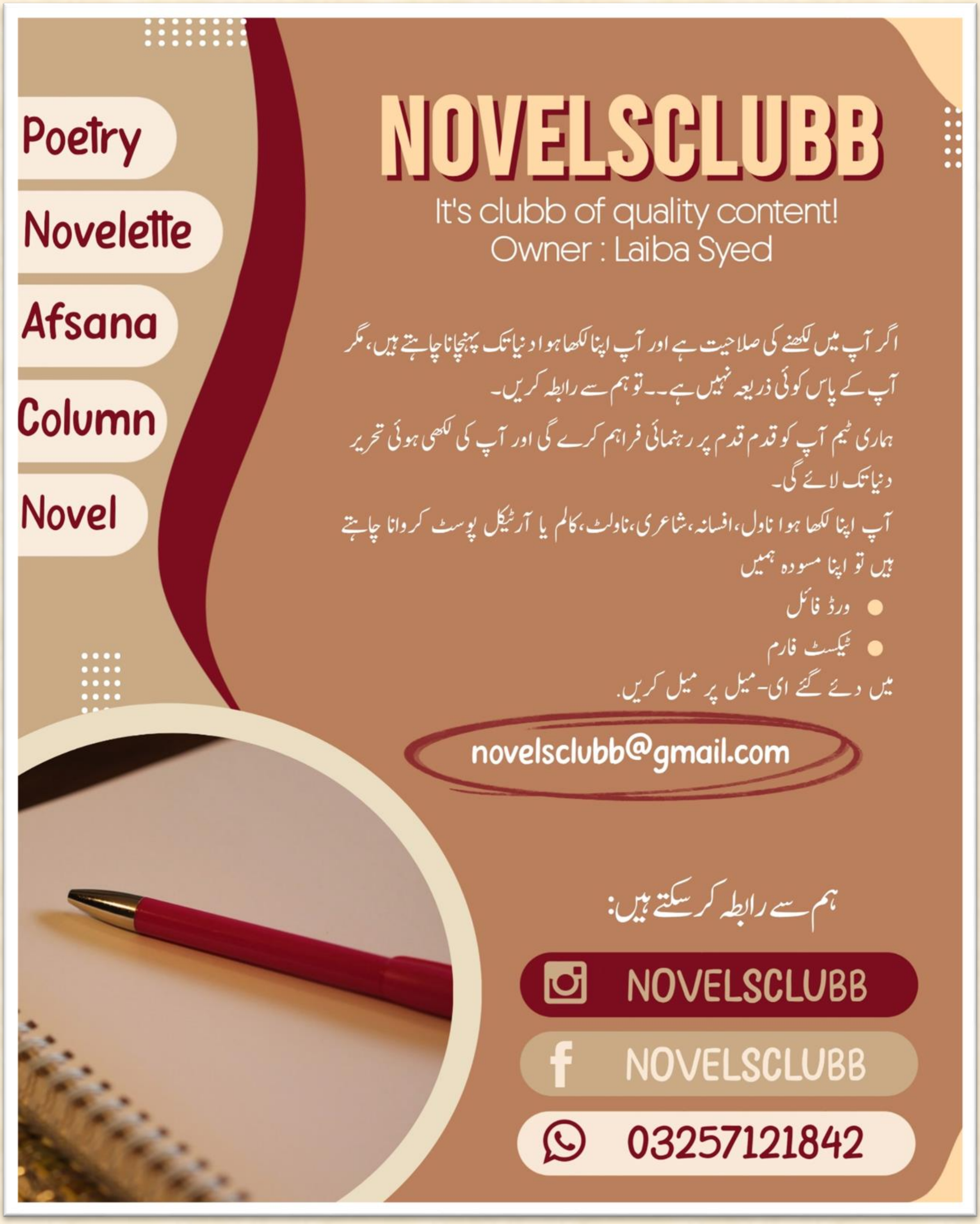

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

لال عشق

از قلم

ام حبیبہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط 2

تقریباً کچھ پچیس تیس منٹ کا سفر طے کرنے کے بعد گاڑی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ایک عالیشان اور پرشکوہ محل نما حویلی کے سامنے آرکی جس کا رنگ خاکی تھا جس پر بڑی خوبصورت سے نقش و نگاری کی گئی تھی۔

ملیحہ کی نظریں اس پر جم گئی سامنے سیاہ رنگ کے محرابی ڈیزائن والے آہنی دروازے پر سنہرے نقش و نگار چمک رہے تھے جو ارد گرد کے روشنی میں مزید خوبصورت لگ رہے تھے۔اس نے نظریں گھما کر دروازے کے دائیں جانب لگے ایک بڑے تختے پر پڑھا،جس پر نفیس انداز میں کندہ تھا:

✦ قصرِ دلاور ✦

یہ نام ہی اپنی شان اور جاہ و جلال کا پتہ دے رہا تھا۔ آہل نے ہارن بجا کر نہ صرف چوکیدار کو ہوش دلایا بلکہ حویلی کی کاریگری میں کھوئی ہوئی ملیحہ کو بھی چونکایا۔

اچانک بھاری گیٹ دھیرے دھیرے چرچراتے ہوئے کھلا۔ گیٹ کے ساتھ کھڑے دو چوکیدار نے آہل کو دیکھ کر سلام کیا۔ اندر ایک لمبی کشادہ راہداری، جس پر سفید اور خاکی رنگ کے ماربل ٹائلز بچھے ہوئے تھے، دونوں جانب سبز باغیچے اور نفیس روشیں پھیلی ہوئی تھی جبکہ راہداری کے دونوں جانب زمین پر جدید طرز کے لیمپ نما بتیاں موجود تھیں۔

دائیں طرف کارپورچ کا حصہ، جبکہ بائیں جانب قطار در قطار گملے، پیر پودے اور بیٹھنے کے لیے کرسیاں رکھی تھیں۔ راہداری کے آخر میں ایک فانوس اور اطراف میں نصب روشنی کے چراغ اس حویلی کو ایک جادوئی و دلآویز منظر بخشتے تھے۔ جیسے جیسے گاڑی آگے بڑھتی گئی، ملیحہ کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی گئی گویا یہ راہداری صرف حویلی ہی نہیں بلکہ اس کی زندگی کے نئے سفر کا دروازہ ہو۔

منظر جتنا حسین اور شاندار تھا،اس کے اندر خوف اور انجانے پن کی ایک لہر بھی اتنی ہی شدت سے اٹھتی گئی۔ ملیحہ نے شیشے سے باہر جھانکتے ہوئے گہری سانس لی۔

گاڑی فانوس کے عین نیچے آ کر رکی۔اب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے گاڑی سے اترے۔

حویلی جتنی باہر سے وسیع و شاندار تھی،اتنی ہی اندر سے بھی دل موہ لینے والی۔۔۔داخل ہوتے ہی سامنے ایک بڑا ہال جس میں فرش پر بچھا قالین،صوفے اور بڑے گملوں، گلدان، پینٹنگز اور فیملی فوٹو فریمز کی سجاوٹ ماحول کو خوشنما بناتی تھی،ہال میں بنی کھڑکیاں، جن پر ہال کے رنگ و آہنگ سے ہم آہنگ پردے آویزاں تھے،جو نرم ہوا کے لمس سے ہلکورے لے کر ہال ٹھنڈک بخشتیں،جا کے ساتھ ہی پینٹنگز اور چھوٹے دو شلیف موجود تھے جس پر سجاوٹی اشیاء یعنی گلدان اور شو پیس وغیرہ تھے۔داخل ہوتے ہی بائیں جانب اونچی لمبی لائبریری شیلف جو کتابوں سے بھری ہوئی تھی جن تک پہنچنے کے لیے لکڑی کی لمبی سیڑھی رکھی گئی تھی۔لائبریری شیلف کے عین مقابل ایک پرانا مگر نفیس پیانو،جس کی چمک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب بھی اس بات کا پتہ دیتی کہ وہ وقت کے ساتھ ساتھ کتنی محبت سے سنبھالا گیا ہے۔ پیانو کے بائیں جانب رکھی شاہی کرسیاں اپنی شان میں جمی کھڑی تھیں جن کے ساتھ ایک لمبا، خم دار اسٹینڈنگ لیمپ اپنی نرم سنہری روشنی بکھیر کر کمرے کی وقار اور سکون کو دوبالا کر رہا تھا۔ لائبریری شیلف سے تھوڑا آگے دیوار پر بڑی ایل ای ڈی نصب تھی، اور ساتھ ہی قریب ایک بڑا سا فیملی فوٹو فریم آویزاں تھا، جس میں سب افراد کی مسکراتی تصویریں کمرے کے سکون اور اپنائیت میں اضافہ کر رہی تھیں۔ ایل ای ڈی کے عین سامنے جدید دور کے خوبصورت شاہی صوفے جس پر باریک نقش و نگار اس کی شان کو اور بڑھاتے تھے۔ ہال میں داخل ہوتے سامنے ایک کونے میں جدید اور بڑا خوبصورت ڈائننگ ٹیبل تھا جو اس ہال کو مکمل کرتا تھا۔ جس کے عین اوپر ایک اور سنہری روشنی والا فانوس لگایا گیا تھا۔ ڈائننگ ٹیبل کے ایک طرف شیشے کی بڑی دیوار، جس کے ساتھ خوبصورت رنگ کے پھول والے کچھ گملے قطاروں میں رکھے تھے، شیشے کے اُس پار عقب میں موجود نیلا شفاف سوئمنگ پول اور اس کے ساتھ بناہٹ واضح نظر آتا تھا۔ کھانے کے دوران پانی کی ہلکی لہروں کی جھلک اور

Clubb of Quality Content

شام کے وقت پول کے اطراف جگمگاتی روشنی اس منظر کو خوابناک بنا دیتی۔ڈائننگ ٹیبل سے کچھ فاصلے پر اوپر کی منزل کو جانے والا ایک خوبصورت زینہ بنایا گیا تھا، جو ہال کی شان میں اور اضافہ کر رہا تھا۔ داخلی دروازے کے دائیں جانب اسٹڈی روم، جس میں بنی کھڑکی سے لائبریری کا منظر صاف نظر آتا تھا۔ اسٹڈی روم سے کچھ آگے بڑھنے پر ایک چھوٹی سی راہداری دونوں جانب کمروں کی طرف جاتی تھی۔ ایک جانب ایک لونگ روم، جہاں روزمرہ کی محفلیں اور خاندان کی نشستیں مزید قربت کا احساس دلاتی تھیں، جس میں شاہانہ صوفے، پھولوں سے مزین گلدان اور سفید سنہری روشنی ماحول کو مزید دلکش بنا رہی تھی۔ کمرے کے دونوں کونوں میں بڑے بڑے گملے رکھے تھے جبکہ بیچ میں ایک شیشے کی میز تھی۔ یہ کمرہ بھی قصرِ دلاور کی شان کے عین مطابق دکھائی دیتا تھا۔ لونگ روم کے سامنے تین کمرے اور تھے ایک گیمنگ روم، جہاں خوبصورت پول ٹیبل، کیرم بورڈ رکھے تھے، کمرے کے ایک کونے میں عمر صاحب کے بیٹے کا پسندیدہ ٹیپ ریکارڈر تھا، جس سے اکثر اس کی

من پسند دھنیں گو نجا کرتی تھیں جو ماحول کو زندگی سے بھر دیتی تھیں۔باقی دونوں اس کے ساتھ والا کمرے مہمانوں کے لیے مختص کیے گئے تھے۔

داخلی دروازے کے دائیں جانب آخری کونے میں،اور اوپر جاتی سیڑھیوں کے قریب (یعنی ڈائننگ ٹیبل کے عین سامنے) ایک کشادہ کچن تھا،جو جدید طرزِ تعمیر کے مطابق بنایا گیا تھا۔ کچن سے اٹیچڈ ہی ایک چھوٹا اسٹور روم بھی تھا جہاں حویلی کی روزمرہ ضروری اشیاء بخوبی محفوظ رہ سکیں۔ حویلی کے عقبی حصے میں ایک چھوٹا سا مگر خوبصورت باغیچہ تھا،جہاں ایک نیلا شفاف سوئمنگ پول اور اس کے ساتھ بنا ہوا جھونپڑی نماہٹ شام کے سکون اور خوشگوار لمحوں کو دوبالا کرتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اوپر والی منزل ایک الگ انداز میں تعمیر کی گئی تھی۔ زینہ چڑھتے ہی بائیں جانب کونے میں عمر صاحب کے بیٹے ازعان دلاور کا تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹا کمرہ اور تھا جو اسٹڈی روم کہلاتا تھا۔یہ کمرہ زیادہ تر ازعان ہی استعمال کرتا،خاص طور پر جب وہ اوپر کی منزل پر وقت گزارتا۔اسی کے ساتھ ایک اور کمرہ تھا۔

اوپر کی منزل پر کل چھ کمرے تھے۔بائیں جانب تین کمرے اور دائیں جانب تین کمرے بنائے گئے تھے۔دائیں جانب پہلا کمرہ عمر دلاور اور ان کی بیگم نبیلہ کا تھا،دوسرا کمرہ خاص طور پر مہمانوں کے لیے مختص تھا،جبکہ تیسرا کمرہ عرصے سے بند پڑا تھا جو اب ایک اسٹور روم کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔انہی کمروں کے ساتھ دائیں جانب ایک علیحدہ حصہ ٹیرس کہلاتا تھا۔اس حصے میں آدھی چھت کا سایہ تھا،جہاں سجاوٹ کے لیے بڑے بڑے گملے اور آرام دہ کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ایک جانب ایک خاص انداز کا اسٹائلش صوفہ بھی رکھا تھا،جو خاص طور پر ان کے بیٹے کی پسند کے مطابق منتخب کیا گیا تھا۔یہ ٹیرس نہ صرف حویلی کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا تھا بلکہ سکون اور فرحت کا احساس بھی بخشتا تھا۔ٹیرس سے جھانکتے ہی حویلی کے عقب میں بنا نیلا شفاف سوئمنگ پول اپنی پوری رعنائی کے ساتھ دکھائی دیتا تھا،جو اس منظر کو مزید دلکش اور سکون بخش بنا دیتا تھا۔

مین گیٹ سے داخل ہونے پر ایک اور حصہ جو پورچ کے پچھلے حصے کے طرف تھا جو سرونٹ کوارٹر کہلاتا ہے۔اس میں تین کمرے جن میں تین تین سنگل بیڈ موجود تھے،

ایک چھوٹا مگر مکمل سہولتوں سے آراستہ کچن اور ساتھ ہی ایک اسٹور روم موجود تھا۔اس حصے کو بھی نفاست اور آرام دہ انداز میں تیار کیا گیا تھا تاکہ ملازمین کو بھی حویلی کے شایانِ شان سہولتیں مل سکیں۔

یہ حویلی محض ایک گھر نہیں بلکہ شان و شوکت اور نفاست کی پہچان تھی۔

چلیں؟"سوچوں میں گم ملیحہ کو آہل نے دھیرے سے ہوش دلایا۔وہ چونکی،نظریں دوبارہ" سنہری فانوس اور بلند دروازوں پر ٹھہریں۔

ہم کسی غلط جگہ تو نہیں آگئے؟"اس نے بے یقینی سے چاروں اطراف نظریں پھیر کر" پوچھا۔

نہیں یہی وہ جگہ ہے۔۔کیوں؟"آہل نے مسکراتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔ملیحہ نے" ہچکچاتے ہوئے نظر اس پر ڈالی،پھر دوبارہ حویلی کے شاندار در و دیوار کو دیکھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

اس اتنے بڑی حویلی میں سینکڑوں ملازم ہونگے، جس طرح یہ حویلی اپنی شان سے کھڑی" ہے یہاں کوئی بھی کیئر ٹیکر کی جاب کے لئے آسکتا تھا اور نرس بھی۔" وہ لمحہ بھر رکی، ہلکی "سنجیدگی سے بولی۔" آپ نے مجھے ہی کیوں چُنا؟

آہل نے چند لمحے خاموشی اختیار کی پھر چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس کے قریب آیا۔ اس کی نگاہوں میں سنجیدگی تھی اور نرمی بھی۔

کیونکہ جس کے لیے میں تمہیں یہاں لایا ہوں۔۔۔ وہ نرس نہیں چاہتے۔ انہیں ایک ایسا" انسان چاہیے، جس کے دل میں خلوص ہو، جو محض فرض نہیں بلکہ دل سے ساتھ دے سکے۔۔ انہیں ایک پر اعتماد انسان چاہیے اور وہ میرے نزدیک تم ہو۔" وہ ہلکا سا رکا، ملیحہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ "اور رہی بات اخلاص کی تو یہ اخلاص میں نے تمہارے اندر دیکھا ہے۔ اسی لیے اب میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم یہ جاب کرو۔" ملیحہ اس کے جواب پر گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ اس کے قدم خود بخود حویلی کے اندر کی جانب بڑھنے لگے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب وہ دونوں ایک ساتھ اندر کی طرف جا رہے تھے۔

السلام علیکم خان چچا!" آہل نے مسکراتے ہوئے پراسرار انداز میں سلام کیا۔"

لائبریری شیلف کے سامنے ایک شخص کتاب تھامے کھڑا تھا، ابراہیم خان جس کی پشت آہل کی طرف تھی۔ جانی پہچانی آواز سنتے ہی وہ پلٹے، کتاب بند کی اور گہری مسکراہٹ کے ساتھ آہل کی جانب بڑھے۔

وعلیکم السلام، وعلیکم السلام! برخوردار۔۔ کون آیا ہے اس حویلی میں!" انہوں نے" پرجوش لہجے میں کہا اور آہل کو بازوؤں میں لے لیا۔ "کتنے دنوں بعد جھلک دکھائی ہے تم نے۔"

چند لمحوں بعد ان کی نظر ملیحہ پر جا ٹھہری جو کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ وہ اب ادب سے گردن جھکائے خان چچا کو سلام کر رہی تھی۔

السلام علیکم!" ملیحہ کی دھیمی آواز پر آہل مسکرا دیا۔"

خان چچا نے ملیحہ کو غور سے دیکھا۔ "یہ کون ہے میاں؟ کہیں تمہاری بیگم تو نہیں؟" وہ شرارت سے سرگوشی نما انداز میں بولے۔ ان کے لہجے میں نرمی اور اپنائیت جھلک رہی تھی۔

آہل نے مسکراہٹ دبائے ملیحہ کی جانب دیکھا۔ وہ اس وقت دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی، مگر اس کے ماتھے پر ابھری ہلکی سی شکن صاف بتا رہی تھی کہ خان چچا کی سرگوشی اُس تک نہیں پہنچی۔

نہیں چچا۔۔۔ یہ میری دوست ہے، ملیحہ۔" آہل نے دھیرے سے وضاحت دی۔"

خان چچا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور ملیحہ کے سلام کا جواب دیکر اسے شفقت بھری نگاہ سے خوش آمدید کہا۔

آؤ اندر بیٹھو!" وہ تینوں اب ایک ساتھ وہاں موجود صوفے پر بیٹھ گئے۔"

منیم!" خان چچا نے ملازم کی پکارا۔"

جی سر!" وہ دوڑ لگاتا حاضر ہوا۔"

"منیم! ذرا کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو مہمان آئے ہیں۔ "

انکل اس تکلیف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ہم کھانا کھا کر آئے ہیں۔"ملیحہ نے نرمی سے مؤدب انداز میں کہا۔

ارے اس میں تکلیف کی کیا بات بچی۔۔۔یہ تو مہمان نوازی کا تقاضا ہے۔"خان چچا لمحے کے لیے رکے، پھر دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولے:

چلو، کھانا نہیں تو کم از کم چائے تو پی لینا۔۔۔ منیم! چائے کا انتظام کرو۔"انہوں نے نرمی سے کہا وہ ملازم سر کو خم دیکر دوبارہ مڑ گیا۔ملیحہ نے بھی مسکرا کر چائے کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔

اور بتاؤ آہل میاں کیسے آنا ہوا؟"وہ اب آہل کی جانب متوجہ ہوئے۔ "

چچا مجھے ازعان کا کی کال آئی تھی ایک مہینے پہلے وہ انکل کے لیے کسی کیئر ٹیکر کی بات کر رہا تھا بس اسی سلسلے میں میں ملیحہ کو اپنے ساتھ لیکر آیا ہوں۔"خان چچا نے اس کی پوری بات اطمینان سے سن کر سر اثبات میں ہلایا۔ پھر سادہ لہجے میں کہا:

اوہ اچھا۔۔۔ہاں ازعان نے عمر سے یہاں بھی کال پر بات کی تھی اور اسے آگاہ کیا تھا۔"وہ" پل بھر رکے پھر مزید بولے:

اء ویسے بیٹا تم کیئر ٹیکر کی جاب کب سے کر رہی ہو ؟"انہوں نے ملیحہ کو مخاطب کیئے نرمی سے پوچھا۔وہ ڈگمگائی اور آہل کو دیکھا۔

دوماہ ہوئے ہیں چچا۔"جواب آہل کی جانب سے فوراً آیا تھا۔خان چچا اس کی بات "اچھا"" کہتے مسکرائے۔

چچا!عمر انکل کہاں ہے؟"آہل کے سوال پر خان چچا کی مسکراہٹ سمٹی۔ "

وہ اس وقت وہ کام کر رہے جس کی وجہ سے انہیں بیماریاں شروع ہوئی ہے۔"آہل ان کا اشارہ سمجھ چکا تھا البتہ ملیحہ کے ماتھے پر شکن بڑھی۔

کیا وہ ابھی بھی۔۔۔"اس کے ادھورے سوال پر خان چچا نے سر ہلایا۔آہل نے ملیحہ کی طرف دیکھ کر (سموکنگ) کہا۔ملیحہ کی شکنے یکدم سمٹ گئی۔وہ پریشانی میں زمین کو دیکھنے لگی۔

کہاں ہیں وہ؟میں خود بات کرتا ہوں ان سے۔"آہل اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔ملیحہ بھی" چونک کر فوراً کھڑی ہو گئی،البتہ خان چچا حسبِ عادت اطمینان سے بیٹھے رہے تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ آہل نے یہ بے تابی کیوں دکھائی ہے؟

اوپر ٹیرس پر ہیں شاید۔"انہوں وہی پرسکون انداز میں جواب دیا۔"

ٹھیک ہے چلیئے۔"وہ ایک قدم آگے بڑھا پھر مڑ کر ملیحہ سے مخاطب ہوا:"ملیحہ تم یہی رہو" ہم آتے ہیں۔"جواباً ملیحہ نے صرف اوکے کہا اور دوبارہ بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb Quality Content

چلیئے۔"وہ خان چچا کی جانب دیکھتے ہوا بولا۔جو پرسکون بیٹھے ہوئے تھے۔"

کیوں؟تم اکیلے جا کر بات کر لو۔"وہ پرسکون لہجے میں بولے۔"

اءہاں میں اکیلا بات کر سکتا ہوں لیکن آپ ہو گے تو بات کا اثر زیادہ جلدی ہو گا۔"وہ اب ان کی طرف بڑھا تھا انہیں بازو سے سہارا دیکر کھڑا کرتے آہستہ قدم لئے اوپر کی طرف جانے لگا۔

انکل!"ملیحہ نے پکارا تو وہ دونوں ایک ساتھ پلٹے۔"

جب تک آپ دونوں اوپر جارہے ہیں کیا تب تک میں وہاں جا سکتی ہوں؟"اس نے عقبی حصے کی طرف اشارہ کیا۔

ہاں ہاں ضرور جاؤ۔"خان چچا نرمی سے جواباً ہوئے۔ان کے جواب پر وہ مسکراہٹ لئے "شکریہ بولی۔

وہ دونوں اوپر کی طرف بڑھ گئے۔

ملیحہ عقبی حصے کی طرف آنکلی۔سوئمنگ پول کے گرد جلتی مدھم روشنیاں پانی پر عکس ڈال رہی تھیں۔ہوا میں ہلکی خنکی تھی جو بدن میں سرور جگا رہی تھی، مگر اس کے ساتھ ایک

بھاری سی مہک بھی گھل رہی تھی۔ دھوئیں کی وہ بو جیسے ہر سانس کے ساتھ اس کے اندر اتر رہی تھی۔ ملیحہ نے گلہ صاف کیا مگر کھانسی دبنے کے بجائے بڑھ گئی۔

:اسی لمحے اوپر ٹیرس پر کھڑے آہل کی آواز گونجی

"یہاں تو نہیں ہیں چچا۔۔۔ پھر کہاں گئے؟"

خان چچا نے ارد گرد دیکھ کر پیشانی پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ سوئمنگ پول کے قریب کھانسی کی گونج نے دونوں کو چونکا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہٹ کے قریب ایک شخص بیٹھا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ گردن موڑ کر پیچھے پلٹے۔ درمیانہ قد، چوڑے شانے، کچھ ڈھلکی مگر اب بھی مضبوط جسامت۔ سیاہ شلوار قمیض پر بھوری شال ڈالے، ترچھی مونچھیں اور آنکھوں پر سنہری چشمہ۔۔۔ہاتھ میں جلتی سگریٹ جس کا دھواں فضا میں تحلیل ہو رہا تھا۔ یہ منظر رعب دار بھی تھا اور پر وقار بھی۔

عمر دلاور، جنہیں سب وقار و جاہ و جلال کی علامت مانتے تھے، اب اپنی حویلی میں ایک انجان لڑکی کو دیکھ کر رک گئے۔ وہ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اس کے قریب آئے۔

کون ہو بیٹی؟ میرے گھر میں کیا کر رہی ہو؟" ان کی آواز میں نرمی تھی مگر انداز میں" رعب برقرار تھا۔

ملیحہ نے انہیں دیکھا مگر کچھ بول نہ سکی۔ کھانسی نے پھر زور پکڑا۔ آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔

اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا:

"یہ۔۔۔بند کریں۔"

عمر صاحب رکے، حیران ہو کر ہاتھ کی سگریٹ دیکھی۔ سوال دوبارہ دہرایا:

میں نے پوچھا کون ہو تم؟" ٹیرس کی ریلنگ پر کھڑے خان چچا نے آہل کا ہاتھ تھام لیا جو" ملیحہ کی طرف بھاگنے لگا تھا۔

"میرے خیال ہے ہمیں یہیں رہنا چاہیے۔ "

کیوں؟"خان چچا نے نیچے کی جانب اشارہ کیا۔"

نیچے جو ہو رہا ہے یا ہونے والا یہ ہمارے لئے سمجھو ایک ڈیمو ہے اور ملیحہ کا ٹیسٹ۔"وہ لمحہ بھر رکے پھر بولے:

اگر ملیحہ نے اس وقت عمر لکے ہاتھ سے سگریٹ پھنکوادی تو وہ اس جاب کے لئے پاس" ہو گئ ورنہ فیل یعنی اگر عمر نے سگریٹ بند نہیں کی ملیحہ کو تھوڑی پریشانی ہوگی عمر کو ہینڈل کرنے میں۔۔۔ سمجھے آہل میاں۔"آہل ان کی بات کا مطلب سمجھتے وہی رک گیا۔البتہ اب دونوں ہی منظر کا مزہ لے رہے تھے۔

کون ہو بیٹی اور میرے گھر میں کیا کر رہی ہو؟اور تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"وہ" سوال دہرانے لگے۔

ملیحہ پھر بھی کھانستی ہوئی بولی:

" پہلے آپ یہ۔۔۔ سموکنگ بند کریں انکل۔۔۔ مجھے الرجی ہے۔"

نول کلب
Clubb of Quality Content

اس نے کچھ حکمیہ انداز میں کہا۔یہ جملہ سن کر ان کے چہرے پر الجھن ابھری۔اپنی زندگی میں پہلی بار کسی نے یوں حکم دیا تھا۔وہ کچھ دیر تک ہاتھ میں جلتی سگریٹ کو دیکھتے رہے، پھر لب بھینچ کر نیچے پھینک دی۔

اوپر کی جانب ریلنگ کے پاس کھڑے دو لوگ یہ منظر دیکھ مسکرانے لگے۔

واہ۔۔۔یہ تو پاس ہو گئی اس ٹیسٹ میں۔"خان چچا نے آہل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔"

چلو نیچے چلتے ہیں اور ملیحہ کے لئے پانی لیکر جاتے ہیں۔"وہ دونوں اب نیچے کی سیڑھیاں اتر " رہے تھے آہل نے ملازم سے پانی منگوایا اور خود خان چچا کے ساتھ عقبی حصے کی طرف آ گیا۔

السلام علیکم انکل!"عمر صاحب نے گردن کا رخ موڑ کر دیکھا اور مسکراہٹ لئے کچھ آگے " بڑھے۔آہل چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔

وعلیکم السلام!"عمر صاحب نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا وہ بلکل ان کے بیٹے کے برابر تھا۔" ملنے کا تسلسل نہ ٹوٹتا اگر کسی کی نرم آواز ان کے کانوں تک نا پہنچتی۔ملیحہ کی آواز پر کچھ رخ موڑے متوجہ ہوا۔

مجھے معاف کر دیں انکل۔۔۔وہ مجھے سگریٹ کے دھویں سے الرجی ہے تو بس اسی لئے" میں نے آپ کو حکمیہ لہجے میں کہہ دیا۔۔ میرا کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا کہ آپ سے اس طرح میں بات کروں۔"ملیحہ نے نرمی اور خلوص سے کہا تو لمحے بھر کو فضا میں سکون سا چھا گیا۔ عمر صاحب کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ایک انوکھی سی سنجیدگی ابھری۔

ملیحہ نے بڑی نرمی سے صورت حال کو سنبھال کر عمر صاحب سے معذرت کی۔ آہل مسکرایا اور خان چچا نے ملیحہ کو فخریہ نظروں سے دیکھا پھر ملازم کو پکارا جو پانی سے بھرا گلاس لیتے عقبی حصے میں پہنچا۔ ملازم اب پانی ملیحہ کی جانب کر رہا تھا، ملیحہ نے گلاس تھام کر پانی پیا اور گہرا سانس لیتے ہوئے اپنی حالت بہتر کر لی۔ اب اس کے چہرے پر تھوڑی سی تھکن، مگر ایک سکون بھی جھلک رہا تھا۔

کوئی بات نہیں بیٹی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہاری طبیعت ایسے نازک ہو جائے گی۔"وہ نرم لہجے میں بولے ملیحہ بامسکرا کر رہ گئی۔

انکل یہ ملیحہ ہے میری دوست اور آپ کی کیئر ٹیکر۔"آہل کے آخری لفظ پر وہ چونکے اور" ابرو اٹھائے ایک بار پھر اس پر گہری نگاہ ڈالی۔وہ نگاہ جس میں حیرت بھی تھی،وقار بھی اور پہلی بار کسی انجان وجود کے لئے ایک انوکھی دلچسپی بھی۔

رات کے دس بج چکے تھے اب وہ سب ہال میں برائے جماں تھے فضا میں ایک خاموشی سی طاری تھی جسے صرف برتنوں کی کھنک نے توڑا جب ملازم ٹرے میں چائے لے آیا۔سب کے سامنے کپ رکھے گئے تو خان چچا نے اپنے مخصوص انداز میں مسکرا کر کہا:

بھئی!مجھے تو ملیحہ بہت پسند آئی ہے۔"عمر صاحب نے کپ سے نظر ہٹا کر خان چچا کو دیکھا،" آہل نے مسکراتے ملیحہ کو دیکھا جو خان چچا کی بات پر چونکی تھی۔

اور اس کی وجہ؟"عمر صاحب کے بھاری آواز پر ملیحہ کی سنجیدگی میں اضافہ ہوا۔"

وجہ یہ کی جو جس انسان نے اپنی بیماری کے باوجود آج تک سگریٹ نہیں چھوڑتا تھا،اُس" انسان نے آج کسی اور کی کھانسی پر سگریٹ پھینک دی۔۔۔یہ منظر آنکھوں کو بھا گیا۔"عمر صاحب مسکرائے۔

" ویسے مجھے کسی کیئر ٹیکر کی ضرورت نہیں ہے یہ دونوں اور میرا بیٹا یہ تینوں پاگل ہے۔ "

اچھا۔۔۔تو میں ملیحہ کو واپس لے جاتا ہوں آپ قیک کام کریں کل ہاسپٹل آر اپنے ٹیسٹ" وغیرہ کروالیں سب اگر نارمل ہوا تو ملیحہ نہیں آئے گی۔"عمر صاحب نے آہل کی بات بغور سن کر چائے کا گھونٹ بھرا۔خان چچا ان کی خاموشی دیکھ کر آہل کی طرف آنکھ مارتے اشارہ کیا۔

لیکن مجھے کچھ کہا ہوا ہے؟"عمر صاحب نے کچھ ہلکی شکن واضح کرتے کہا۔"

اگر آپکو کچھ نہیں ہوا تو آپ کے بیٹے نے آہل سے فون پر کیوں کہا کہ آپ کو کسی کیئر ٹیکر" کی ضرورت ہے۔۔۔کوئی تو وجہ ہوگی نا؟"ملیحہ نے نرمی سے سادہ لہجے میں جواب دیا۔عمر

صاحب نے اس کے جواب پر لمحہ بھر کے لیے غور کیا، ابرو ذرا سا اوپر اٹھے جیسے واقعی سوچ رہے ہوں۔

ہمم۔۔۔ تمہیں تو بڑی سمجھداری ہے بیٹی۔"ان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔"

ملیحہ نے دھیرے سے کہا:

انکل! آپ مجھ سے زیادہ سمجھدار ہے، آپ سوچیں اگر یہ دھواں میرے لیے خطرناک "

"ہو سکتا ہے تو آپ کے لیے تو اور بھی نقصان دہ ہے۔

آہل نے اس موقع پر بات سنبھالتے ہوئے کہا:

اور یہی وجہ ہے کہ مجھے لگا ملیحہ سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف خیال رکھنے کے لیے "

"نہیں بلکہ آپ کو مکمل ٹھیک کرنے کے لیے بھی ہے۔

خان چچا نے زور سے قہقہہ لگایا:

"بھئی! مجھے تو ملیحہ ہی کیئر ٹیکر چاہیے۔"

عمر صاحب نے چائے کا گھونٹ بھرا اور اب کی بار ملیحہ کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں پہلی بار ایک ہلکی سی نرمی اور اعتماد جھلکا۔

تو ملیحہ کیا تم کل سے کام کرو گی؟"خان چچا نے عمر صاحب کی جانب سے سوال کیا جس ملیحہ " نے عمر صاحب کو دیکھا جواب خود بھی مطمئن اسے دیکھ رہے تھے۔

میں تیار ہوں۔۔۔لیکن کیا آپ تیار ہیں میری ڈانٹ سننے کے ل ئے؟"ملیحہ نے نرمی " سے کہا البتہ لہجے میں کچھ شرارت در آئی جس سے سب کا کا ہلکا قہقہہ پورے ہال میں گونج اٹھا۔

یوں یہ محفل خوشگوار انداز میں آگے بڑھ گئی،اور ملیحہ کو اپنی نئی ذمہ داری کا پہلا قدم مل گیا۔

ΔΔΔΔΔ

:اگلا دن

فجر کی نماز کا وقت تھا۔ صبح کی تازہ ہوا میں خنکی گھلی ہوئی تھی جو وجود کو ٹھنڈک بخشتی۔ لوگ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلے اور اپنے اپنے گھروں کی جانب رواں ہو گئے۔ انہی لوگوں میں ایک شخص ڈھیلے کرتے اور شلوار میں ملبوس لمبی چوڑی خیاباں سے گزرتا ہوا اپنے گھر کے قریب آپہنچا۔۔۔ گلی کے عین درمیان میں ایک منزلہ چھوٹا مگر خوبصورت گھر کھڑا تھا، جہاں چار افراد پر مشتمل یہ خاندان آباد تھا۔ سفید رنگ سے آراستہ دروازہ اور گیٹ صاف ستھری فضا کا پتا دیتے تھے۔ اندر داخل ہوتے ہی ایک کشادہ صحن، جس کے دائیں طرف گھنے پتوں والا درخت کھڑا تھا۔ اس کے سائے تلے تین کرسیاں، اور دیوار کے ساتھ قطار در قطار گملے رکھے تھے جو منظر کو خوشنما بناتے۔ صحن سے آگے بڑھنے پر ایک ہال نما لاؤنج جس کے ایک کونے میں چھوٹا ڈائننگ ٹیبل اور چار کرسیاں رکھی تھیں۔ اسی کے عقبی حصے میں دو کمرے تھے ایک سربراہِ گھر مستقیم بیگ اور ان کی زوجہ سعدہ کا، دوسرا ان کی بیٹی عافیہ کے لیے۔ قریب ہی ایک چھوٹا مگر جدید طرز کا کچن تھا۔

اوپر کی منزل پر دو کمرے موجود تھے: ایک ملیحہ کا ذاتی کمرہ، اور دوسرا جو پہلے اس کے بھائی محب کا جواب بطور گیسٹ روم استعمال ہوتا تھا۔ اوپر ہی ایک دلکش بالکونی بھی تھی، جس میں چھوٹے پودے، دو کرسیاں اور ایک میز اور چھت سے ایک خوبصورت پرندوں کا پنجرہ لٹک رہا تھا جس میں دانہ پانی کا اہتمام بھی موجود تھا۔ بالکونی کو پھولوں اور بیلوں سے یوں سجایا گیا تھا جیسے یہ گھر کے سکون اور محبت کی پہچان ہو۔

معمول کے مطابق سعدہ بیگم ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی جیسے وہ نماز پڑھ کر آئی ہو۔ مستقیم صاحب انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے سیدھا ان کے قریب آئے۔

السلام علیکم صبح بخیر بیگم!" وہ محبت بھرے لہجے میں بولے۔ سعدہ بیگم نے سلام کا جواب" دیتے ہوئے اپنی تسبیح ایک طرف رکھ دی پھر ناشتہ کی ٹرے مستقیم صاحب کے آگے رکھ دی۔

Clubb of Quality Content

ارے آپ کہاں چلی؟ بیٹھیے ناشتہ کریں میرے ساتھ۔"سعدہ بیگم کرسی سے اٹھنے لگی تو" مستقیم صاحب نے ان کا ہاتھ تھام کر پوچھا۔

بچیوں کو جگانے یقیناً ملیحہ تو اٹھ گئی ہوگی لیکن عافیہ کا کچھ نہیں کہہ سکتی۔۔۔دیکھنے جا رہی" ہوں کہ اٹھی ہے یا نہیں۔"وہ سادہ لہجے میں بولی۔

میں بھی اٹھ گئی ہوں امی جان اب تو آپ کو بھروسہ ہونا چاہئے اپنی بیٹی پر۔"عافیہ کمرے" سے نکلتے ہوئے بولی وہ سعدہ بیگم کی بات سن چکی تھی۔ٹیبل کے قریب آتے ہوئے وہ اپنے بابا کو دیکھتے نرمی اور پیار گویا ہوئی۔

" السلام علیکم ابو!"

وعلیکم السلام!" مستقیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔"

سعدہ بیگم نے چائے کا کپ اور ایک پلیٹ میں انڈا پراٹھا رکھ کر عافیہ کے سامنے پروسا۔

ابو مجھے دو ہزار روپے چاہئے آج کچھ ضرورت کی سامان خریدنا ہے۔"عافیہ نے روٹی کا" نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ہاں تو لے لینا نکلتے وقت۔"وہ بنا کسی سوال جواب کے ہامی بھر گئے کیونکہ سوالات کا کام"

اب سعدہ بیگم کا تھا۔

" کیا سامان خریدنا ہے؟"

امی میرا لیپ ٹاپ کا چارجر خراب ہو چکا ہے وہ خریدنا ہے اور بھی اسائنمنٹ کا سامان"

ہے۔"وہ تحمل سے جواباً ہوئی یہی خاصیت تھی مستقیم صاحب کے گھر والوں کی ہر کوئی اپنے

اندر صبر کے گھونٹ پی ئے بیٹھا ہے۔

سعدہ بیگم نے ایک نظر عافیہ کو دیکھا پھر ناشتہ کرنے لگی۔

چارجر نیا لینے کی کیا ضرورت ہے اسی کو بنوالو۔"سعدہ بیگم۔کی بات پر مستقیم صاحب اور"

عافیہ دونوں نے گردن اٹھائی۔

امی میں نے بنوانے دیا تھا اور وہ بھی دو بار پر نہیں بنا بلکہ مزید خرقب ہو گیا،اور دکان والے"

سے معلوم کیق تو اس نے کہا کہ چارجر کے اندر کے اتر جل گ ئے ہیں مزید اسے استعمال

Clubb of Quality Content

کیا تو لیپ ٹاپ بھی خراب ہو گا۔۔۔اسی لئے نیا لے رہی ہوں۔" تفصیلاً جواب دیکر وہ

خاموش ہو گئی۔ سعدہ بیگم نے اس کی بات سن کر مزید کہا:

پر عافیہ نیا چارجر تو مہنگا آئے گا مطلب جب یہ چارجر خریدا تھا تب ہی ساڑھے چار ہزار"

" کیا آیا تھا وہ بھی کچھ بحث کی تب۔۔۔۔ابھی کتنے کا ہو گا؟

ان کے اس سوال پر مستقیم صاحب بھی سوچنے لگے۔

ہاں امی مہنگا ہی ہے ابھی بھی تب پانچ ہزار دو سو کا تھا تو ہم نے چار ہزار پانچ سو کا خریدا تھا"

آج چھ ہزار کا ہے تو میں کوشش کرونگی کہ کچھ کم کر کے لوں ورنہ چھ پورے جائینگے

جیب سے۔"چھ ہزار سن کر سعدہ بیگم کی آنکھیں پوری کھل گئی وہی مستقیم صاحب بھی

حیرت کا مظاہرہ کرنے لگے۔

بڑی مہنگائی ہو رہی ہے دن بدن۔" مستقیم صاحب کہہ کر خاموش ہوئے۔"

لیکن تم تو اپنے ابو سے دو ہزار مانگ رہی ہو باقی کے پیسے؟"وہ کھانا چھوڑ کر اس کی طرف"

متوجہ ہوئی۔

باقی کے پیسے میرے پاس ہے۔۔۔ابو جو پیسے مجھے دیتے تھے ان میں سے کچھ میں جمع" کرل ئے تھے وہ آج کام آگ ئے۔"اس کے جواب پر سعدہ بیگم اور مستقیم صاحب مسکرا ئے۔

بیٹا تم اپنے پیسے استعمال مت کرو مجھ سے لے لو تھوڑی دیر میں میں تمہیں دیتا ہوں۔""

مستقیم صاحب نے پیار سے لہجے میں کہا عافیہ مسکرا کر ہامی بھر گئی۔

کچھ اور ہلکی پھلکی باتوں کے بعد ان کا ناشتے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔اور سب اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

صبح نو بجے کا وقت تھا، کمرے میں کھڑکی سے چھن کر آتی سورج کی روشنی ماحول کو نرم گرمائی اور تازگی بخش رہی تھی۔

باتھ روم سے نکلتی ایک لڑکی اپنی آستین کو درست کر رہی تھی وہ سیدھا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکھڑی ہوئی۔بالوں کو تولیے سے آزاد کر کے اس نے اپنے پاس موجود ڈرائر سے خشک کیئے پھر بالوں کو سوار کر وہ ہونٹوں پر ہلکی گلابی لالی اور آنکھوں میں سیاہی بھرتے

اپنے وجود پر نظر دوڑانے لگی۔ آج اس نے گہرے گلابی رنگ کر فراک اور ہم رنگ پاجامہ تھا دوپٹہ بیڈ کے کنارے رکھا تھا جس کے ساتھ ایک بیگ، فون اور اپنی چھوٹی موٹی چیزیں تھی۔ جو اب وہ بیگ میں رکھ رہی تھی۔

نظر ثانی کرتے وہ کمرے سے باہر نکل آئی اس نے نیچے آتے دیکھا جہاں لاؤنج میں کوئی موجود نا تھا۔ اس نے اپنا بیگ ڈائننگ ٹیبل پر رکھ کر کچن کی جناب رخ کیا جہاں سعدہ بیگم پہلے ہی اس کا ناشتہ تیار کر چکی تھی۔

السلام علیکم خالہ۔ "وہ لبوں پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے ان کے قریب گئی۔ سعدہ بیگم نے" پلٹ کر مسکراہٹ کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دیا اور ماتھا چوما جو وہ روز کرتی تھی۔

" چلو جا کر بیٹھو میں ناشتہ لیکر آرہی ہوں۔ "

آپ رہنے دیں میں لے جاتی ہوں۔ "ملیحہ نے کہا اور ٹرے اٹھائے لاؤنج میں آگئی۔ "

دس منٹ بعد اس نے اپنا ناشتہ مکمل کیا اسی لمحے اس کی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اسکرین مین آہل کا نام تھا اس نے بنا لمحہ ضائع کئے بغیر فون اٹھایا۔

آہل اچھا ہوا آپ نے ہی کال کر لی میں ابھی آپکو ہی کال کرنے والی تھی۔"رسماً علیک "
سلیک کے بعد اس لے لہجے نے رفتار پکڑی۔

ہاں مجھے محسوس ہو رہا تھا یہاں میرا ہچکیوں سے برا حال جو ہے۔۔۔ویسے اتنا یاد تو مجھے تم "
کبھی نہیں کیا ہو گا ملیحہ۔" آہل نے شرارت سے لہجے میں کہا۔ ملیحہ کا چلتا ہوا منہ تھم گیا۔

کیا میں ابھی سیلفش لگ رہی ہوں؟"اس نے چہرے پر مسکراہٹ اور ماتھے پر شکن "
لیے پوچھا۔

مممم۔۔۔نہیں۔ تم کوئی سیلفش نہیں لگ رہی ہو۔۔۔انفیکٹ میں مزاق کر رہا تھا۔" "
آہل نرمی سے بولا۔

اچھا میں نے تمہیں اس لیے فون کیا ہے کہ میں تمہیں قصر دلاور نہیں لے جا سکتا ایک "
بہت ایمرجنسی کیس آیا ہے ہاسپٹل میں مجھے وہاں جانا ہے ابھی۔۔۔۔ کیا تم مینج کر سکتی ہو
آج؟" آہل نے سادہ مگر کچھ بھاری لہجے میں پوچھا۔ ملیحہ اس کے جملے پر سنجیدہ ہوئی۔ ایک

Clubb of Quality Content

نئی جگہ جانا اس کے لیے کافی مشکل تھا اور اب اکیلے جانا اسے جیسے گھبراہٹ محسوس ہوئی۔

گلہ تر کرتے اس نے آہل کی بات کا جواب دیا:

کوئی بات نہیں آہل میں مینج کر لونگی اور اب آپ پریشان مت ہونا میں اپنی گاڑی میں روز "

چلی جاؤنگی۔ "اس نے گہری سانس لیتے کہا۔ آہل مسکرایا اور گڈ لک کہتے فون بند کر گیا۔

ملیحہ نے فون رکھ کر اپنا ناشتہ پورا کرنا چاہا جواب ایک بوجھ کے ساتھ منہ سے اندر ہی نہیں

جارہا تھا اسے عجیب سے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ اسی لمحے کرسی کی کھسکانی آواز نے اسے

متوجہ کیا۔ سعدہ بیگم اس کا چہرہ پڑھ چکی تھی بغیر کسی سوال کے وہ اب سمجھا رہی تھی۔

بچہ! اتنا پریشان مت ہو۔۔۔ کل مل کر آئی ہو، تم نے دیکھا وہ کیسے ہیں تو پھر کیوں "

گھبرا رہی ہو؟ تم وہاں جلدی گھل مل جاؤ گی۔۔۔ اور ایک اور بات کسی بھی قسم کی پریشانی

" ہو تو آہل کو فون کر لینا وہ سنبھال لیگا۔

۔"خالہ مجھے اس چیز کی فکر نہیں کہ انکل کیسے ہیں لوگوں اے تو میرے اچھے تعلق بن

" جاتے ہیں۔۔۔ پر مجھے ڈر ہے کہی کوئی چھوٹی غلطی ہو گئی مجھ سے اور وہ ناراض ہو گئے تو؟

انشااللہ کچھ نہیں ہو گا،تم سے کہاں غلطیاں ہوتی ہیں تو بہت سمجھدار لڑکی ہو سب سنبھال لوگی۔۔۔اور مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ تمہیں آہل کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔"سعدہ بیگم نے اس کے حوصلے کو بلند کیا۔ ملیحہ نے پوری بات سن کر مسکان بھری پھر چائے ختم کر کے وہ انہیں الوداع کہنے لگی۔

اچھا خالہ میں نکلتی ہوں پھر رات کو ملاقات ہوگی۔"

وہ اپنا پرس گاڑی کی چابیاں اور فون اٹھا کر باہر نکل گئی۔ پیچھے سعدہ بیگم لاؤنج میں تنہا رہ گئی۔

Clubb of Quality Content!

ΔΔΔΔΔ

اس وقت وہ سڑک پر متوازن رفتار کے ساتھ چل رہی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کا جم سوٹ زیب تن تھا،ہاتھ میں ایک قدیم مگر نفیس گھڑی،اور پیروں میں آرام دہ اسپورٹس جوتے۔

فضا میں ہلکی خنکی تھی اور سڑک کے کنارے لگے پیڑوں کی چھاؤں کبھی دھوپ کو روک لیتی تو کبھی روشنی بکھیر دیتی۔

جم میں ایک گھنٹہ مشینوں پر پسینہ بہانے کے بعد یہ مختصر واک اس کے لیے جیسے تازگی کا ذریعہ تھی، قدم ہلکے اور دماغ سکون میں تھا۔ وہ اسی متوازن رفتار سے چلتے ہوئے ایک بڑے جدید بنگلے کے سامنے آرکی۔

صبح کی مدھم اور نرم کرنیں فضا میں پھیل رہی تھیں۔ دھوپ ابھی تیز نہیں ہوئی تھی، بس اتنی تھی کہ ہر شے کو سنہری لمس دے رہی ہو۔ اس روشنی میں سامنے ایستادہ یہ بنگلہ اپنی عظمت اور نفاست کے ساتھ نمایاں تھا۔

بلند و بالا ستون جیسے صدیوں پرانی طرزِ تعمیر کی جھلک دکھا رہے تھے، مگر جدید تراش خراش نے انہیں ایک نیا وقار بخش دیا تھا۔ ہلکی خاکی رنگت کی دیواروں پر پڑتی دھوپ ان میں

Clubb a Quality Content

مٹیالا سنہرا تاثر پیدا کر رہی تھی۔ مرکزی دروازے کے اوپر آویزاں بڑا جھاڑ فانوس صبح کی روشنی کے باوجود اپنی شفاف چمک سے نگاہوں کو متوجہ کر رہا تھا۔

گھر کے اطراف میں سجے سبز پودے اور ہلکی ہوا میں ان کا جھومنا اس عمارت کی شاندار مگر پُرسکون فضا کو مزید دلکش بنا رہا تھا۔ یہ مکان کسی شاہکار سے کم نہیں لگتا تھا۔۔ جدید طرزِ تعمیر میں لپٹی ہوئی وہ عظمت جو اپنے مکینوں کے ذوق اور رتبے کو نمایاں کرتی ہے۔

: علی شاہ ہاؤس

مین گیٹ کے ساتھ سفید تختی اور اس پر شان سے کی گئی تحریر اس بات کی علامت تھی کہ یہ گھر کسی جدید زمانے کی نفاست کا عکاس ہے۔

دروازے سے اندر جانے پر سامنے باغیچہ اور بائیں جانب پورچ کا حصہ تھا پورچ کا سارا حصہ پتھریلا تھا البتہ بنگلے کے اندر جانے کے لیے ایک سیڑھی بنائی گئی تھی جہاں سنگِ مرمر فرش شروع ہوتا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی سامنے ایک کشادہ اور بلند و بالا ہال آتا تھا۔ دو منزلہ اونچائی کی چھت کے بیچوں بیچ ایک شاندار جھاڑ فانوس جھول رہا تھا جو اپنی نرم روشنی سے پورے ہال کو جگمگا رہا تھا۔ سنگِ مرمر کی چمکدار فرش پر روشنی کے عکس بکھرے تھے اور دیواروں پر جدید نقش و نگار والے پینلز گویا اپنے اندر ایک انوکھا وقار سمیٹے کھڑے تھے۔ ہال کے ایک کونے سے اوپر جانے والی چوڑی سیڑھیاں تھیں، جن کی ریلنگ شیشے اور لکڑی کے حسین امتزاج سے بنی ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہال کے ساتھ ہی ایک کلاسیکی مگر جدید انداز کا ڈرائنگ روم تھا، جہاں ہلکے بیج رنگ کے فرنیچر پر گہرے رنگ کے کشن نمایاں دکھائی دیتے تھے۔ بڑی بڑی کھڑکیاں روشنی کو اندر مدعو کرتی تھیں اور کونے میں رکھا ہوا آرٹ پیس ماحول کو مزید نفاست بخشتا تھا۔ ڈائننگ ایریا میں ایک لمبی میز پر بارہ کرسیاں ترتیب سے رکھی تھیں اور اوپر سے جھاڑ فانوس کی روشنی ہر چیز کو نکھار رہی تھی۔

کچن جدید انداز میں ترتیب دیا گیا تھا۔ سفید کاپینٹس، چمکتے ماربل کاؤنٹرز اور اسٹیل کے آلات سب کچھ ترتیب اور صفائی کی جھلک دکھاتے تھے۔ بیڈرومز وسیع اور پرسکون تھے، نرم رنگوں کی دیواریں اور بڑی کھڑکیاں روشنی اور ہوا کا آزادانہ گزر دیتی تھیں۔ ہر کمرے میں سادگی اور شان کا حسین امتزاج دکھائی دیتا تھا۔

ٹی وی لانج میں جدید سوفے اور بڑی ایل ای ڈی اس بات کی علامت تھے کہ یہ گھر رہنے والوں کو سکون اور سہولت دونوں فراہم کرتا ہے۔ یہ گھر اندر سے بھی اتنی ہی شاندار تھا جتنا باہر سے دکھائی دیتا تھا—جدیدیت اور کلاسیکی شان کا حسین امتزاج۔

وہ متوازن رفتار میں چلتے ہوئے گھر کے قریب آگئی۔ مین گیٹ کے باہر موجود چوکیدار نے اسے دیکھ کر دروازہ کھولا۔ وہ اندر آگئی۔

ڈائننگ ایریا پر سب گھر والے موجود تھے۔ سب اسے دیکھ کر ناشتے کے لیے بلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سوری ایوری ون میں پہلے فریش ہونے جا رہی اس کے بعد ناشتہ کرونگی۔ مما آپ پلیز میرا "ناشتہ روم میں بھجوا دیں کیونکہ مجھے اسٹوڈیو بھی جانا ہے میں مزید لیٹ نہیں ہونا چاہتی۔" اس نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنی ماں سے کہا۔

ٹھیک ہے تم فریش ہو جاؤ میں بھیجتی ہوں۔" پروین بیگم نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔"

مہناز تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔

چند لمحے بعد وہ ڈریسنگ روم سے نکلی تو اس کا سراپا مکمل طور پر بدل چکا تھا۔ نیلے رنگ کا نفیس لباس اس کے قد و قامت کو مزید نکھار رہا تھا۔ ہاتھ میں ایک چھوٹا سا لیدر بیگ، اور کانوں میں سلور اسٹڈز اس کے اسٹائل کو مزید نمایاں کر رہی تھیں۔

بالوں کو اس نے ڈھیلے جُوڑے کی صورت دی تھی، چند لٹیں ماتھے پر گر کر چہرے کو جاذبِ نظر بنا رہی تھیں۔ آئینے میں آخری نظر ڈالتے ہوئے اس نے ہلکی سی لپ اسٹک لگائی اور خود کو مطمئن انداز میں دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی لمحے میں ملازمہ ہاتھ میں ٹرے لیے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانے لگی۔اس نے ملازمہ کو اندر بلایا۔

مہناز نے مختصر سا شکریہ ادا کیا،دس منٹ میں اس نے ناشتہ ختم کیا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھی۔ڈرائیور پہلے ہی گاڑی اسٹارٹ کر کے منتظر کھڑا تھا۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے ڈرائیور کو روکا جو گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا،ڈرائیور پیچھے ہو گیا۔خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی اس کے چہرے پر ایک اطمینان سا تھا،جیسے گاڑی پر گرفت کے ساتھ اپنی زندگی پر بھی قابو پانے کی خواہش رکھتی ہو۔وہ گھر کے بھاری بھرکم گیٹ سے نکل کر سڑک پر رواں ہو گئی۔گاڑی کی رفتار کچھ تیز تھی مگر اتنی نہیں کہ کوئی نقصان ہو۔

(RCS) Rushaar Couture Studio

رشعار کو تیور اسٹوڈیو"ایک خواب کی حقیقت۔یہ خواب تھا کسی کا مگر اس کی تکمیل مہناز" نے کی۔اپنی محنت،لگن اور بہن کی یاد کو دل میں بسائے،مہناز نے جب پہلی بار"رشعار

کو تیور" کا کلیکشن فیشن شو میں پیش کیا تو پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ میڈیا نے اسے نمایاں کیا اور صرف ایک ہی سال کے اندر یہ برانڈ پاکستان کی فیشن انڈسٹری میں ایک نئی پہچان بن گیا۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ رشعار کو تیور صرف لباس نہیں بلکہ ایک خواب اور ایک جذبے کی تکمیل ہے۔

اسٹوڈیو دو منزلہ تعمیر کی گئی تھی۔ گراؤنڈ فلور جہاں ریسیپشن اور ایک ویٹنگ روم جو دو کمروں جتنا بڑا تھا جس میں بڑے بڑے صوفے، اے سی اور واٹر ڈسپینسر موجود تھا ساتھ ہی کونوں میں موجود گملے اور کھڑکی تھی۔ ساتھ میں ہر فلور پر واشروم دیئے گئے تھے۔ پہلی منزل مکمل اسٹوڈیو، جس کو بڑی خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔ یہاں پر کوئی کمرہ نہیں تھا بلکہ ایک مکمل ہال بنایا گیا تھا۔ اسٹوڈیو میں نئے آرٹیکلز رکھے جاتے لوگ وہاں آکر خریداری بھی کرتے اور یہی سے آرٹیکلز دکانوں پر منتقل بھی کئے جاتے۔

دوسری منزل پر مہناز کا کیبن، تین کمرے جتنا بڑا ہال جہاں کمپنی کے ورکرز اپنا کام کرتے، ایک اسٹور روم اور میٹنگ روم موجود تھا میٹنگ روم جو ڈیلرز سے ملاقات کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

جنوری کا مہینہ تھا موسم کچھ سرد اور گرم تھا۔ کبھی ٹھنڈی ہوائیں بدن میں سرور جگاتی تو کبھی گرمائش سے ذہن سست پڑ جاتا۔ آج کا دن دھوپ چھاؤں کا تھا ہوائیں ہلکی سی چل رہی تھی اور اسی ہواؤں میں اسٹوڈیو کے باہر لگے درخت لہرا رہے تھے۔

اسٹوڈیو کا منظر یوں تھا کہ سبھی ورکرز اپنی اپنی مشینوں سے لگے کپڑوں پر مصروف تھے۔ انہیں سپروائزر کرنے والی ایک لڑکی تھی جس کا نام مدیحہ تھا۔ مدیحہ شیخ مہناز کی خاص ورکر اور اسسٹنٹ۔

لفٹ سے نکل کر ایک بتیس سالہ آدمی اس وقت ہاتھ میں فائل لیے ہال میں موجود مدیحہ کے پاس آیا۔ اس نے فائلز اس کی ہاتھ میں تھماتے ہوئے کچھ ضروری بات کی پھر پلٹ کر واپس جانے لگا۔

مدیحہ کے قدم اب مہناز کے کیبن کی طرف جا رہے تھے۔ کیبن کا دروازہ کھٹکھٹاتے اس نے اجازت مانگی۔

اندر بیٹھے وجود نے اجازت دی تو وہ کیبن کے اندر چلی آئی۔

میم! یہ نئے کلیکشنز کی ڈیٹیل ہے اور یہ اسکے اسکیچز۔" سادہ سفید کاغذ پر ایک نیا نمونہ تیار" کرتے ہوئے مہناز نے مدیحہ کی ساری باتیں سنی۔

ہمم۔۔یہی رکھ دو مدیحہ میں دیکھتی ہوں۔" مدیحہ نے دونوں فائل سامنے ٹیبل رکھ دی" اور واپس کیبن سے باہر نکل وہ اپنے کام میں مگن رہی۔

شیشے کی دیواروں سے آتی ہلکی سنہری دھوپ اس کے گرد پھیل رہی تھی۔ میز پر پھیلے کاغذوں پر پرس کلیکشن کے نفیس اسکیچز بکھرے پڑے تھے، کہیں باریک چمڑے کے تراشوں کے ساتھ جدید انداز کے بیگ، تو کہیں کلاسیکل ڈیزائنز میں نفاست بھرا ذائقہ۔ مہناز ایک ایک خاکے کو غور سے دیکھ رہی تھی، کبھی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلاتی تو کبھی

پینسل اٹھا کر کسی لائن کو درست کرتی۔ اس کے انداز میں ایک خاموش اطمینان اور پروفیشنل وقار جھلک رہا تھا، جیسے وہ صرف پرس نہیں، ایک مکمل ذوق تخلیق کر رہی ہو۔

اس نے سبھی اسکیچز کو سمیٹ کر اس کی ایک الگ فائل بنادی پھر مدیحہ کی لائی ہوئی فائلز کو دیکھا۔

جنوری کی خنک صبحوں اور ہلکی دھوپ سے لبریز دوپہروں کے موسم کو مدنظر رکھتے ہوئے، فائل میں موجود اسکیچز زیادہ تر خزاں و سرما کے انداز پر مبنی تھے۔ نرم خاکی، مٹیالے، نیلے اور خاکستری رنگوں کے امتزاج کے ساتھ، ولن، کھدر، اور پیسٹی شیفون جیسے کپڑوں کو خوبصورتی سے استعمال کیا گیا تھا۔ کہیں اون کی ہلکی ایمبرائیڈری تھی، تو کہیں سادہ کپڑے پر باریک دھاگوں سے جدید تراش و خراش۔

مہناز نے ایک خاکی لانگ کوٹ کے اسکیچ پر ٹھہر کر غور کیا، نیچے نیوی بلو ٹراؤزر اور اندر ہلکی بیج شرٹ کے ساتھ، یہ مجموعہ نہ صرف فیشن بلکہ موسم کی نزاکت کو بھی بیان کر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے لبوں پر ایک مطمئن سی مسکراہٹ ابھری، جیسے وہ جانتی ہو کہ آج کی میٹنگ میں یہ کلیکشن سب کی توجہ ضرور کھینچے گا۔

ΔΔΔΔΔ

قصرِ دلاور

تختی پر سنہری حروف سورج کی شعاعیں پڑنے سے مزید نکھر رہے تھے۔ چمک مزید واضح ہو رہی تھی۔

Clubb of Quality Content!

گاڑی آہستہ آہستہ راہداری سے ہو کر پورچ میں آ کھڑی ہوئی۔

میم! آپ رہنے دیں میں پارک کر لونگا آپ کی گاڑی۔ "سرونٹ کوارٹر سے نکلتے ہوئے" ایک ملازم نے ملیحہ کو دیکھا تو فوراً قریب آ کر کہا۔ ملیحہ اس کی بات پر کچھ لمحے بعد سر کو خم دیتی باہر نکل آئی۔ ملازم گاڑی پارک کرنے لگا جبکہ وہ داخلی دروازے سے اندر چلی آئی۔

ہال خالی تھا البتہ ایک ملازم اوپر کی منزل کی راہداری کی صفائی کر رہا تھا اس نے دھیرے دھیرے قدم اٹھائے اسی ملازم کو پکار کر پوچھا:

:سنو انکل کہاں ہے؟" ملازم اس کی جانب دیکھ بولا"

بڑے صاحب اپنے کمرے میں سو رہے ہیں لیکن اب تھوڑی دیر بعد وہ اٹھینگے اور خان چچا" بھی کچھ ہی وقت میں آتے ہونگے آپ ایسا کریں نیچے لونگ روم بیٹھ جائے۔۔۔ جیسے ہی بڑے صاحب جاگے گے میں آپ کو اطلاع کر دونگا۔" ملازم بڑی شائستگی سے کہہ رہا تھا۔

ٹھیک ہے۔"وہ بول کر لونگ روم میں چلی آئی۔ کچھ منٹ گزرے تھے کہ اس کے فون پر" کسی کے میسج کی ٹون بجی اس نے فون نکال کر سامنے کیا، فون کی اسکرین پر آہل کا نام تھا

جس پر اَن سین میسج کا نشان تھا۔ بھنویں سکیڑے اس نے وہ چیٹ کھولی۔ ایک ڈاکومنٹ فائل کا میسج تھا اور ساتھ ہی اس کے نیچے ٹائپنگ لکھا تھا۔۔مقابل کچھ لکھ رہا تھا اس نے کسی ردعمل کے بجائے انتظار کیا۔ چند لمحوں بعد ایک چار پانچ لائن کا میسج تھا۔

"السلام علیکم! ایم سوری ملیحہ، آج پہلے ہی دن میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں، لیکن میں تمہیں یہی سے حوصلہ اور بیسٹ وشیز دیتا ہوں۔۔۔خالہ سے فون پر بات ہوئی تھی انہوں نے بتایا کی تم پریشان ہو۔۔۔تم پلیز گھبرانا مت کوئی بھی کام یا مسئلہ ہو مجھے کال کر لینا۔ "ملیحہ کی دل کو کچھ سکون ملا اور وہ مسکرائی۔

اس کے علاوہ میں ایک اہم بات تمہیں بتانا بھول گیا میں نے تمہیں ایک فائل بھیجی ہے" وہ انسٹر کشنز ہے جس سے تمہارے لیے آسانی ہو گی۔۔امید ہے کہ تم میرے،خان چچا اور عمر انکل کی امیدوں پر پورا اترو گی۔۔انشاء اللہ میں تم سے کل ملاقات ضرور کرونگا تب تک کے لیے آل دا بیسٹ۔"ملیحہ نے میسج کے آخر میں اسے شکریہ کہا اور فون بند کرتے وہ گہرا سانس لیکر اپنی ساری گھبراہٹ باہر نکال گئی۔

ڈھیلے ڈھلائے سفید شلوار قمیض میں، صبح کی تازگی اور سکون اپنے ساتھ لیے عمر دلاور آہستہ آہستہ سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ان کی چال میں نرمی اور وقار صاف جھلک رہا تھا۔جیسے ہر قدم سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہو۔ہلکی سی دھوپ کھڑکیوں سے چھن کر آ رہی تھی،جس نے ان کے سراپے کو اور زیادہ مانوس اور پر کشش بنا دیا۔

Clubb of Quality Content

دس بجے کا وقت تھا۔ڈائننگ ٹیبل پر پہنچ کر وہ ہمیشہ کی طرح کرسی سنبھال کر بیٹھ گئے۔ خان چاچا، جو برسوں سے ان کے ساتھ تھے،ناشتہ ترتیب سے سامنے رکھ چکے تھے۔ آج ناشتے میں ابلا ہوا انڈہ، نرم دلیا، براؤن بریڈ کے دو سلائس اور ساتھ دو کپ چائے کے رکھے گ ئے تھے۔

عمر صاحب نے ایک لمحے کو حیرت سے اس سادگی اور نفاست بھرے ناشتے کو دیکھا اور ہلکی مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ابراہیم یہ ناشتہ؟ آج تو بڑے دنوں کے بعد ایسا بھرپور ناشتہ دیکھا ہے میں نے۔۔ جب نبیلہ" یہاں ہوتی تھی تو وہ مجھے ایسا ہی ناشتہ دیتی تھی، جب سے لندن گئی ہے یہ ناشتہ ہی نہیں ملتا تھا اور ملتا تھا تو نبیلہ کے ہاتھ کا ذائقہ اس میں نہیں ہوتا تھا۔۔ لگتا ہے جو رات کو کال آئی تھی

اس کی وہ کام کر گئی ہے اس نے ویڈیو کال پر سارے ملازم کی خیر خبر لی تھی۔" عمر صاحب نے ایک رومال اٹھا کر اپنی کالر سے لگاتے ہوئے کہا۔

جی بالکل، سچ کہوں تو مجھے بھی ایسا ہی لگا جیسے اس ناشتے میں پرانی خوشبو ہے۔" خان چچا نے" نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔ عمر صاحب بھی ناشتہ شروع کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ ہلکی پھلکی باتوں کے ساتھ ناشتہ ختم کرنے لگے۔ خان چچا نے کپ سے چائے کا آخری گھونٹ لیا ملازم کو برتن اٹھانے کا حکم دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

چند لمحے بعد ایک ملازم سارے برتن ٹرالی میں رکھنے لگا تبھی عمر صاحب نے اپنی جیب سے کچھ پیسے نکال کر آگے بڑھائے ملازم حیران ہوا۔

یہ لو شفیق جاؤ اور کلثوم کو دے دو، کہنا یہ بڑے صاحب کی طرف سے تحفہ ہے، بڑا ہی عمدہ" اور ذائقہ دار ناشتہ تھا دل کو بھا گیا۔" ملازم شفیق دیکھتا رہا پھر اس نے کہنے کے لیے منہ کھولا۔

بڑے صاحب آج کا ناشتہ کلثوم نے نہیں بنایا ہے۔" اس کی بات پر وہ دونوں چونکے۔ "

پھر کس نے بنایا ہے؟" سوال خان چچا کی جانب سے آیا۔ "

وہ بڑے صاحب آج کا سارا ناشتہ ملیحہ بی بی نے بنایا ہے۔۔۔ اور وہی دوپہر اور رات کے" کھانے کا بھی انتظام کر رہی ہیں ہم میں سے کسی کو بھی اجازت نہیں دے رہی کھانا بنانے کو، سب کام خود کر رہی ہیں۔" عمر صاحب کے چہرے پر ٹھہراؤ سا آ گیا، خان چچا کے چہرے پر بھی کچھ حیرت اور خوشی کا تاثر تھے۔

ارے لیکن ملیحہ کیوں کر رہی ہے کام وہ ملازمہ تھوڑی ہے۔۔۔ تم کیا کر رہے ہو روکو "

جا کر اسے۔۔۔ اچھی بات نہیں ہے یہ وہ یہاں دوسری جاب کر رہی ہے۔" خان چچا کچھ رخ

موڑ کر ملازم شفیق سے گویا ہوئے البتہ ان کے لہجے میں حیرانی تھی۔

میں نے روکا انہیں وہ مان نہیں رہی۔" ملازم نے کہا تو عمر صاحب خان چچا کی طرف"

دیکھنے لگے۔

اسی دوران کچن کے اندر سے برتنوں کی ہلکی سی کھنک سنائی دی۔ ملیحہ دوپٹے کا پلو سنبھالے

چپ چاپ سلیب سمیٹ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کا غرور نہ تھا بلکہ ایک اطمینان

اور مسکراہٹ تھی، جیسے خدمت کرنا اس کے وجود کا حصہ ہو۔

کچن کی کھڑکی سے ملیحہ کو دیکھتے وہ دونوں پھر ملازم کی جانب متوجہ ہوئے۔ عمر صاحب نے

ملازم سے کہا:

شفیق تم ایک کام کرو ملیحہ کو بلاؤ میں بات کرتا ہوں۔"وہ ٹرالی کے ساتھ کچن میں حاضر "

ہوا۔ ملیحہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

" ملیحہ بی بی بڑے صاحب اور خان چچا آپ کو بلا رہے ہیں؟"

ملازم کی بات پر اس کا ہاتھ رکا۔ وہ گھبرائی وہ سمجھ چکی تھی کہ اسے کیوں بلایا جارہا ہے۔

دوپٹے کا پلو درست کرتے وہ کچن سے نکل کر دھیرے قدموں کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل کے

جانب آگئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بیٹی! تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔یہ گھر ملازموں سے خالی نہیں، پھر تم "

اپنے آپ کو کیوں تھکا رہی ہو؟"عمر صاحب نے سنجیدگی مگر نرمی سے کہا۔

خان چچا نے بھی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ تائید کی:

ہاں بھئی، یہ ٹھیک بات نہیں ہے۔۔۔ ہمیں تو شفیق نے بتایا کہ تم نے ناشتہ بنای ہے اور" تم۔ہی دو پہر اور رات کے کھانے کا انتظام کر رہی ہو۔۔۔یہ اچھی بات نہیں ہے تم یہاں "دیکھ بھال کے لیے آئی ہو، نہ کہ باورچی خانے میں دن رات گزارنے کے لیے۔

انکل! مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔اور یہ کام بھی میری جاب کا حصہ ہے اس سے میں انکل" کی ڈائٹ کا خیال رکھ سکوں گی۔"دونوں کی بات پر وہ بڑی نرمی اور آہستگی سے جواباً ہوئی۔

مگر بیٹی! یہ اچھی بات نہیں ہے۔"عمر صاحب نے ابرو چڑھائے کہا۔"

انکل۔۔۔مجھے ان کاموں میں کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہوتی۔مجھے تو عادت ہے۔۔۔" اور مجھے خوشی ہوگی اگر یہ کام مجھے کرنے دینگے۔"اس کے لہجے میں ضد در آئی۔عمر صاحب اور خان چچا ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

Clubb of Quality Content!

یہ ضد ٹھیک نہیں ہے۔"عمر صاحب جہاں ملیحہ کے ہاتھ کے ذائقے پر خوش ہوئے تھے وہی انہیں دل میں برا بھی لگ رہا تھا۔

انکل!ضد اگر خدمت کی ہو۔۔۔تو بری نہیں لگتی۔"اس نے مسکرا کر ضدی انداز میں" گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔عمر صاحب اور خان چچا دونوں ہی اس کی ہٹ دھرمی پر مسکرانے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہم تو تمہیں منع ہی کرینگے باقی تمہاری مرضی۔۔۔تم خود اپنی عادت لگوانے کی ضد کر رہی" ہو۔"خان چچا نے نرمی مگر کچھ مزاحیہ انداز میں کہا وہ جیسے ملیحہ کی بات پر کمزور پڑ گئے تھے۔

:تو میں جاؤں؟"وہ اب پوچھ رہی تھی۔عمر صاحب نے اسے دیکھا پھر نرمی سے کہا"

ٹھیک ہے لیکن روز نہیں کبھی کبھی۔"ملیحہ ان کی بات پر سر ہلاتے مسکرائی اور کچن کی جانب" چلی آئی۔

پیچھے عمر صاحب اور خان چچا ایک ساتھ کرسی سے اٹھ کر ہال میں موجود صوفے پر بیٹھ گئے۔

ΔΔΔΔΔ

کمرے میں شام کی ہلکی روشنی گھل رہی تھی۔ کانفرنس روم کے بڑے شیشے کے پار لاہور کی سڑکوں پر نیون لائٹس جگمگا اُٹھی تھیں۔ آسمان پر سورج اپنی سنہری چمک سمیٹ چکا تھا، مگر اندر کا ماحول اب بھی پرسکون اور باوقار تھا۔

میٹنگ ٹیبل پر کافی کی خوشبو مدھم لہروں کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ گھڑی کی سوئیاں ٹھیک پانچ بجے کا اشارہ دے رہی تھیں جب مہناز اپنے لیپ ٹاپ کے ساتھ میز کے سامنے آکر رکی۔ سامنے عالیہ آفندی موجود تھیں۔۔۔ لاہور کے فیشن شو "رنوے گلیم" کی مشہور آرگنائزر، جن کا انداز ہمیشہ پراعتماد اور انتخاب ہمیشہ نفیس ہوتا تھا۔

"مس عالیہ، یہ ہماری ونٹر کلیکشن ایلیگینس اِن وارمتھ کی فائنل پریزنٹیشن ہے۔"

Winter Collection — Elegance in Warmth

مہناز نے نرم مگر پُراعتماد لہجے میں کہا اور سلائیڈ شو کھولا۔

اسکرین پر ایک ایک کر کے ڈیزائن ابھرنے لگے، ویلوٹ، لینن اور گرمی کے موسم کے کچھ لان کے کپڑے، ہر لباس میں ایک سادگی اور شان دونوں کا امتزاج جھلک رہا تھا۔

عالیہ نے خاموشی سے سلائیڈز دیکھیں۔ ان کے چہرے پر وہی گہری توجہ تھی جس سے فیشن انڈسٹری کی بڑی خواتین پہچانی جاتی ہیں۔

کچھ دیر بعد وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بولیں:

دلچسپ... بہت ناپا تلا کام ہے۔ مہناز، تم نے کپڑوں کی ساخت میں جو نفاست رکھی ہے نا،" وہ باقی ڈیزائنرز کو پیچھے چھوڑ دے گی۔ خاص طور پر یہ ڈیزائن۔۔۔اِس میں تمہارا ذوق بول رہا ہے۔"عالیہ نے ایک ڈیزائن پر اشارہ کرتے کہا۔

مہناز نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

شکریہ عالیہ میم، میں نے کوشش کی ہے کہ سردیوں کی گرمائش کو بھی نفاست کا حصہ بنا"

" دوں۔

عالیہ آفندی نے میز پر رکھی فائل بند کرتے ہوئے کہا،

یہ کلیکشن میں خود پیش کرنا چاہوں گی۔ اگلے ہفتے ہمارا مین شو ہے۔۔۔ تم خود بطور ہیڈ"

" ڈیزائنر وہاں موجود رہو گی۔ میں چاہتی ہوں کہ تمہارا ونٹر گلو او پننگ سیٹ ہو۔

یہ سن کر مہناز کے چہرے پر اطمینان کی وہی روشنی ابھری جو کامیابی کے بعد دل میں اترتی

ہے۔

اس نے مؤدب انداز میں سر ہلایا،

" یہ میرے لیے اعزاز ہو گا، میم۔"

عالیہ نے مسکرا کر کہا،

"اعزاز نہیں، تمہارا حق ہے۔ تمہاری محنت نمایاں ہے۔۔۔ اور وہ ہمیشہ پہچانی جاتی ہے۔"

میٹنگ کے اختتام پر جب مہناز کمرے سے باہر نکلی،

تو شام کی سنہری روشنی عمارت کے شیشوں سے اندر اتر رہی تھی۔

وہ ذرا رکی، اور زیرِ لب بولی۔

"رُشا۔۔۔ تمہارا خواب آج میری حقیقت بن گیا۔"

میٹنگ کے ختم ہونے کے بعد سب لوگ آہستہ آہستہ نکل گئے۔ وہ بھی اپنے کیبن میں چلی آئی۔

کیبن میں اب صرف مہناز اور میز پر رکھی اُس کی فائل باقی رہ گئی تھی۔

کافی کے کپ سے اٹھتی ہلکی خوشبو فضا میں تحلیل ہو رہی تھی، اور باہر شیشے کے پار سورج کی آخری کرنیں دھیرے دھیرے معدوم ہو رہی تھیں۔

مہناز نے اپنی فائل بند کی، گہرا سانس لیا اور کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں چند لمحوں کے لیے موند لیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے میں ایک گہری خاموشی پھیل گئی۔۔۔ جیسے وقت تھم گیا ہو۔

اسی خاموشی میں ایک یاد جاگی۔

رُشنا..."اس کے لبوں سے نام بے اختیار نکلا۔"

دل میں ایک ہلکی سی چبھن اٹھی مگر چہرے پر سکون ہی رہا۔

اس کی نظر میز پر رکھے اپنے اسکیچ پیڈ پر جا ٹھہری۔۔۔ وہی پیڈ جو کبھی رُشنا نے دیا تھا۔

ماضی :

کمرے میں مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ رشنا کے ہاتھ میں آئی پیڈ تھا اور ساتھ ہی زمین پر ایک فائل تھی جس طرح طرح کے ڈزائنز تھے۔ مہناز بھی اس کمرے رشنا کے سامنے بیٹھی تھی جہاں وہ رشنا کے اسکیچز دیکھ کر اسے داد دے رہی تھی۔

ایک دن تمہارے نام کا شو ہو گا، رشنا۔۔۔ اور میں پہلی صف میں بیٹھ کر تالیاں بجاؤں گی،"

"سب سے زیادہ زور سے۔

یہ جملہ مہناز کے دل میں جیسے گونج اٹھا۔

وہ لمحہ جب اس نے یہ کہا تھا۔ ماضی میں کی گئی ان کی باتوں کا شور، ان کی ہنسی اور وہ خوابوں کی خوشبو۔

مگر اب۔۔۔ وہی لفظ اس کے لیے خالی سا منظر بن گئے تھے۔

کبھی جس شو کی خواہش رشنا نے کی تھی، آج وہ مہناز کے نام سے ہونے والا تھا۔

روشنیوں میں مہناز کا نام تھا، مگر دل کے ایک گوشے میں وہ اندھیرا اب بھی باقی تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے خواب دیکھا تھا، رشنا۔۔۔ مگر اسے حقیقت میں تنہا میں نے جیا ہے۔"

اس نے خاموشی سے فائل بند کی، کھڑکی کے پار شام کی سیاہی کو دیکھا، اور دل میں کہا۔

کمرے میں بس شام کی خاموشی تھی۔۔۔ اور اس خاموشی میں رشنا کی کمی اور بھی گہری لگنے لگی۔

ΔΔΔΔΔ

مغرب میں ابھی کافی وقت تھا۔ نرم سنہری روشنی کے ساتھ کچھ ہلکی ٹھنڈی سرد ہوائیں کچن کی کھڑکیوں سے اندر آرہی تھی۔ وہ اس وقت کچن میں موجود تھی، رات کے کھانے کی تیاری کا انتظام سنبھالے ہوئے کلثوم چولہے کے قریب کھڑی برتنوں میں مصروف تھی، جبکہ وہ خود ہلکی آواز میں ہدایات دے رہی تھی۔ عمر صاحب کے ڈائٹ پلان کے مطابق آج کے کھانے میں ہر چیز ناپ تول کر شامل کی جارہی تھی۔

اصل میں یہ کام وہ خود کرنا چاہتی تھی، مگر دوپہر میں عمر صاحب سے ہوئی بات کے بعد اس نے فیصلہ بدل لیا تھا۔۔۔اب وہ صرف نگرانی کر رہی تھی، تاکہ کھانا ویسا ہی بنے جیسے وہ چاہتی تھی۔

کچن سے کھانے کی ہلکی خوشبو پورے لانچ میں پھیلنے لگی تھی۔ باہر لاؤنج میں روشنی مدھم کر دی گئی تھی، اور عمر صاحب حسبِ معمول اپنی آرام دہ کرسی پر بیٹھے تھے۔ ٹی وی اسکرین پر ڈرامہ چل رہا تھا، جس کی آخری قسط اپنے انجام کو پہنچنے والی تھی۔

اسی دوران ملیحہ نے کچن سے نکل کر ہال میں آئی۔۔۔ جیسے دن کی مصروفیت کے بعد اب شام کی خاموشی میں چند لمحے ان کے ساتھ بانٹنے جا رہی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عمر صاحب کے سامنے ٹی وی اسکرین پر ڈرامے کی آخری قسط ختم ہونے کو تھی۔ کردار، جو دولت کی ہوس میں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے تھے، آخر کار سکون اور محبت کی تلاش میں ایک ساتھ آملے۔ اسکرین پر خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔

ڈرامہ ختم ہو گیا؟" ملیحہ نے پانی کا گلاس عمر صاحب کو تھماتے ہوئے پوچھا۔ "

ہاں، ختم ہوا۔ دولت نے ان سب کو برباد کیا تھا، لیکن آخر میں سکون نے سب کو جوڑ دیا۔""

عمر صاحب نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا اور پانی پیا۔

:ملیحہ نے پانی کا گلاس آہستگی سے میز پر رکھا، پھر لمحہ بھر کے توقف کے بعد بولی

دولت عجیب شے ہے۔۔۔ہاتھ میں آئے تو غرور بڑھاتی ہے، اور دل سے سکون چھین لیتی" ہے۔ انسان کے پاس سب کچھ ہو، اور دل بے چین ہو تو کیا وہ خوش رہ سکتا ہے بھلا؟"یہ کہتے ہوئے اس کی آواز میں ایک نرمی تھی، مگر لہجے میں چھپا سنجیدگی صاف ظاہر ہوئی تھی۔

عمر صاحب نے ٹی وی کی اسکرین سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

ان کی آنکھوں میں سوچ کی ایک نمی سی تھی، جیسے کسی پرانے زخم کو کسی نے آہستگی سے چھو لیا ہو۔

انہوں نے گہری سانس لی اور دھیرے سے کہا،

یہی تو اصل سوال ہے۔ دولت بھوک مٹا دیتی ہے، مگر پیاس بڑھا دیتی ہے۔ اور" سکون... وہ تو پانی کی طرح ہے، ایک گھونٹ بھی مل جائے تو انسان کی ساری تھکن اتر جاتی ہے۔"

ملیحہ کے لبوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ اُبھری۔

لیکن دکھ یہ ہے انکل کہ لوگ دولت کے پیچھے بھاگتے ہیں جیسے وہ سب کچھ ہے، اور سکون کو" ہمیشہ نظر انداز کرتے ہیں۔۔۔ جیسے اس کی کوئی قیمت ہی نہیں۔" ملیحہ کی بات پر ان کے چہرے پر ایک ٹھہراؤ آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیونکہ دولت آنکھوں کو چمک دیتی ہے، اور سکون دل کو روشنی۔ آنکھوں کی چمک سب" دیکھ لیتے ہیں، دل کی روشنی کوئی نہیں دیکھ پاتا۔" عمر صاحب نے کسی غیر مرعی نقطے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ملیحہ نے نظریں زمین پر جھکا لی۔

"پھر شاید اصل دولت یہی ہے کہ انسان دل کو مطمئن رکھ سکے۔"

ہاں بیٹی۔۔۔یہی اصل دولت ہے۔ جس کے پاس دل کا سکون ہے،وہ سب سے بڑا امیر" ہے۔۔۔باقی سب عارضی ہے۔"عمر صاحب کی آواز میں ایک سکون تھا۔

انکل آپ کی باتوں سے اندازا لگ رہا ہے جیسے آپ بھی دولت اور سکون کی جنگ لڑ چکے" ہیں۔"عمر صاحب نے اس کی بات غور سے سن کر ایک گہرا سانس لیا۔

پھر سر کو جنبش دی۔

جنگ تو نہیں کہوں گا لیکن جب میرے والد حیات تھے تب وہ دولت اور سکون کی باتیں" بہت کرتے تھے۔۔۔۔ہم غریب تھے پھر ایک دن میرے والد کی وفات ہوئی اور قسمت کا پاسا پلٹ گیا۔۔۔میری نوکری ایک چھوٹی کمپنی میں لگی، پھر آہستہ آہستہ زندگی نے رخ بدلا۔۔کمپنی کی کسی تقریب کے سلسلے میں میری ملاقات نبیلہ سے ہوئی تمہاری آنٹی سے اور

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہم قدرت کے لکھے پر ایک دوسرے سے کسی نا کسی ذریعے سے ملتے رہے۔"وہ سانس لینے کے لیے رکے پھر مزید آگے بولے:

"پہلے پہل تو ہمارے درمیان دوستی تھی مگر پھر آہستہ آہستہ دل میں جگہ بنتی گئی اور دوستی محبت میں۔تبدیل ہو گئی۔۔۔نبیلہ لاہور مین رہتی تھی اور میں ملتان، لاہور سے ملتان، ملتان سے لاہور کچھ سال ایسے ہی کٹے پھر نبیلہ نے ہی مجھے ڈزائنر بننے کا مشورہ دیا۔۔۔حالانکہ یہ میرے لیے بہت مشکل تھا لیکن ہر قدم پر ساتھ رہتے نبیلہ نے میری بہت مدد کی اور اللہ کے کرم سے میں کچھ سالوں میں ایک کامیاب ڈزائنر بن گیا۔"وہ لمحے بھر پھر رکے اور سانس لینے کے بعد مزید بولے۔

"جب کامیابی حاصل ہوئی تو سوائے نبیلہ کے میرے پاس اس کامیابی کو منانے کے لیے کوئی نہیں تھا میرہ والدہ ملتان میں رخصت ہو چکی تھی۔۔۔تب مجھے میرے والد کی ایک بات یاد آئی تھی وہ اپنی حیات میں ہمیشہ کہتے تھے (جس کے دل میں سکون ہے،وہ سب سے

بڑا امیر ہے)۔"ملیحہ گہری توجہ کے ساتھ ان رہی تھی۔ جیسے وہ ان کے ماضی کی سچائیوں کو محسوس کر رہی ہو۔اس کے لب خاموش تھے، مگر نگاہوں میں احترام اور درد کا امتزاج جھلک رہا تھا۔

ملیحہ کے دل میں مزید سننے کی چاہت جگی۔ عمر صاحب نے اس کی جانب دیکھا اس کے چہرے پر ایک چمک تھی۔ وہ سمجھ چکے تھے۔

انکل پھر آپ کو سکون ملا؟"اس نے پوچھا۔"

نہیں۔۔۔ جو لوگ دولت کے پیچھے بھاگتے ہیں میں بھی انہی کی طرح دولت کی چاہت لیے گھومتا رہا جبکہ دولت تو میری ملتان میں چارپائی پر بیٹھی میری کامیابی کی دعائیں کر رہی تھی۔۔۔ والدہ کی وفات کے بعد میری نبیلہ سے شادی ہوئی اور میں یہاں لاہور آگیا، میرا ملتان سے تعلق ختم نہ ہو اس لیے میں نے اپنے والد کے نام پر ایک اسکول تعمیر کروایا

آج وہ ویسے ہی آباد ہے جیسے میں نے چاہا۔ "عمر صاحب پھر رکے جب کہ ملیحہ نے اپنا اگلا سوال پوچھا۔

" آپ نے والد کے لیے اسکول بنوایا اور والدہ کے لیے کیا کِیا؟"

یہاں لاہور میں ہی ایک آرفنیج بنوایا ہے جس کی اونر نبیلہ ہے۔ "اپنے جواب سے فارغ ہو کر انہوں نے سر کی پشت صوفے سے ٹکا دی۔ ملیحہ کے من میں ایک اور سوال اٹھا مگر وہ خاموش رہی البتہ اس کی گہری سانس لینے سے عمر صاحب نے بھانپ لیا کہ وہ کچھ پوچھنا چاہتی ہے۔

پوچھ لو بیٹی جو پوچھنا ہے؟"ملیحہ جو کھڑکی کی طرف نظریں کئے ہوئے سوچ رہی تھی عمر " صاحب کی بات پر چونکی۔

انکل! آپ کے والد کیا کرتے تھے؟"اس حلق تر کرتے دھیمے لہجے میں پوچھا۔ "

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جیسے آج میرا اور میرے بیٹے کا نام لوگوں میں پہچانا جاتا ہے، ویسے ہی میرے والد بھی" اپنی حیات میں جانے پہچانے انسان تھے۔ "عمر صاحب کے لہجے میں فخر نہیں، ایک ٹھہراؤ تھا۔۔۔انہوں نے لمحے بعد اپنی گردن سیدھی کی۔

مگر بیٹی، وہ شہرت دولت سے نہیں، کردار سے تھی۔ میرے والد ایک اسکول ٹیچر تھے۔" صبح سویرے جاگتے، معمولی کپڑوں میں، سائیکل پر اسکول جاتے۔ تنخواہ کم تھی، مگر دل بڑا تھا۔ مجھے یاد ہے، وہ ہر مہینے کی تنخواہ کا کچھ حصہ کسی ضرورت مند کو دے آتے۔ میں اکثر کہتا تھا، ('ابو! ہم خود اتنے محدود حالات میں ہیں، دوسروں کو دینے کی کیا ضرورت؟')

وہ مسکرا کر کہتے، ("دولت وہ نہیں جو ہاتھ میں ہے، دولت وہ ہے جو دل میں اطمینان بن کر رہتی ہے") میں تب سمجھ نہیں پایا، مگر وقت کے ساتھ وہ باتیں جیسے دل میں نقش ہو گئیں۔ جب وہ دنیا سے گئے تو ان کے پاس نہ بنگلہ تھا، نہ گاڑی، نہ زیورات۔۔۔مگر ان کے جنازے پر سارا محلہ امڈ آیا تھا۔ ہر کوئی کہہ رہا تھا، ("استاد صاحب نے ہمیں جینا سکھایا ہے۔")

عمر صاحب کی آنکھوں میں جھانکے تو کچھ موتی چمک رہے تھے ملیحہ نے ان کی آنکھوں میں چھپی تھکن اور سکون دونوں کو محسوس کیا۔۔۔ جیسے وہ وقت کی قیمت سمجھ گئی ہو۔

ملیحہ نے کچھ لمحے خاموشی کے بعد دھیرے سے کہا،

"انکل، عجیب بات ہے۔۔۔انسان ساری زندگی جس چیز کے پیچھے بھاگتا ہے، آخر میں اُسی سے بے نیاز ہونا سیکھتا ہے۔ شاید دولت صرف وقتی آسائش دیتی ہے، مگر سکون... وہ روح کی گہرائی میں اُترتا ہے۔ آپ کے والد نے جو بات کہی تھی۔۔۔ 'جس کے دل میں سکون ہے، وہ سب سے بڑا امیر ہے'۔۔۔اب میں سمجھ پائی ہوں، کہ یہ محض جملہ نہیں، بلکہ جینے کا طریقہ ہے۔"

Clubb of Quality Content!

عمر صاحب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری، اور کھڑے ہونے لگے۔

"بیٹی، انسان جب یہ بات سمجھ جاتا ہے نا۔۔۔ تو پھر دولت اس کے لیے مقصد نہیں، محض وسیلہ بن جاتی ہے۔ اصل دولت ہمیشہ دل میں رہتی ہے۔۔۔اور جو دل میں مطمئن ہو، اُسے کوئی زمانہ غریب نہیں کر سکتا۔" وہ اپنی آخری بات کہتے ہوئے ملیحہ کی جانب دیکھنے لگے ملیحہ

سے سر کو جنبش دی جیسے اس نے ساری باتوں سے ایک سبق حاصل کیا ہو۔ عمر ہاتھ پشت پر باندھے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئے، ملیحہ انہیں جاتے دیکھ رہی تھی۔ مغرب کی اذانیں ہر سو گونج رہی تھی، کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ صرف گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی اسی دوران ٹیبل پر رکھا فون بجا تھا اسکرین پر ای ڈی لکھا تھا۔ کمرے میں جاتے ہوئے عمر صاحب نے اوپر کی ریلنگ سے کھڑے ہو کر ملیحہ کو کہا۔

ملیحہ بیٹا! فون ریسو کر کے کہہ دو میں کچھ مصروف ہوں تھوڑی دیر بعد بات کرونگا۔ " "

انہیں اندازاً لگا جیسے کسی دوست یا کسی کو لیگ کا فون ہے وہ ملیحہ کو کہتے ہوئے کمرے میں چلے آئے، ملیحہ نے سر کو جنبش دیکر فون دیکھا پھر گہرا سانس لیکر کان سے لگایا۔

السلام علیکم!"نسوانی آواز پر دور کہی فون کان سے لگائے ایک شخصیت کی نظریں اٹھی۔" کنپٹی پر پھیرتے ہوئے اس شخص کی انگلیاں تھم گئی۔

بھنویں سکیڑے وہ بس اس آواز میں چونک کر رہ گیا۔

اس نے فون سامنے کرتے نمبر دیکھا نمبر ٹھیک تھا اس خیال کہ شاید کام میں مصروف اس نے غلط نمبر ڈائل کر دیا ہو۔

فون ہاتھ میں تھامے وہ بھی مقابل کے ردعمل کا انتظار کرتی رہی۔

ہیلو۔۔۔کون بات کر رہا ہے؟"چند لمحے بیت گئے جب کوئی آواز نا ابھری تو اس نے پھر "پوچھا۔ عمر صاحب کمرے سے نکل کر ریلنگ کے پاس آ کھڑے ہوئے۔

:کس کا فون ہے بیٹا؟"ملیحہ نے اوپر کی جانب دیکھ کر کہا"

پتا نہیں انکل کوئی کچھ بول ہی نہیں رہا۔"اس نے نرم لہجے میں جواب دیا۔ مقابل عمر "صاحب کی آواز پر مزید چونکا۔ یہ لڑکی اس کے اپنے گھر میں موجود ہے مگر کون؟ اس کے دل میں سوال جاگا۔ لمحے بعد اس نے لبوں پر زبان پھیرتے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ مقابل کی آواز پھر ابھری۔

ہیلو۔۔۔دیکھیں آپ جو کوئی بھی ہیں اگر تو آپ عمر صاحب کے جاننے والے ہیں اور آپ "کو ان سے بات کرنی ہے تو میں بتا دوں کہ عمر صاحب اس وقت کچھ مصروف ہیں وہ آپ سے

بعد میں بات کرینگے۔۔۔اور اگر آپ نے نمبر ایسے ہی ملایا ہے اور فون پریشان کرنے کے لیے کیا ہے تو فوراً فون کاٹ دیں ورنہ اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔۔اللہ حافظ۔"اسنے لمحہ ضائع کئے بغیر فون کان سے ہٹا کر کال منقطع کر دی۔ عمر صاحب اس کی رفتار میں چلتی ہوئی زبان پر ہنسنے لگے البتہ دور بیٹھا وہ شخص یکدم سیدھا ہوا۔

لندن:

فون کال کے اختتام کے ساتھ ہی لندن کی دوپہر جیسے ایک لمحے کو تھم گئی۔ کھڑکی کے پار مدھم بارش کی بوندیں شیشے سے ٹکرا کر نیچے سرک رہی تھیں۔موسم میں ٹھنڈی ہوا اور نمی کی خفیف سی مہک گھلی ہوئی تھی۔

ازعان دلاور نے فون آہستہ سے میز پر رکھا اور لمبا سانس لیا۔اس کے چہرے پر حیرت اور تجسس کی ہلکی سی لکیر اُبھری ہوئی تھی۔ گہرے سیاہ رنگ کے کوٹ میں ملبوس،اونچی گردن والے کالے سویٹر کے ساتھ،وہ کمرے کی نرمی میں بھی ایک الگ وقار لیے کھڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھڑکی کے قریب جاتے ہوئے اس نے پردہ ذرا سا ہٹایا۔۔۔باہر بھیگا آسمان، بھیگی سڑکیں، اور دوپہر کی سنہری دھند تھی۔

دھوپ کی چند کرنیں شیشے سے چھن کر اس کے چہرے پر پڑیں تو اس کے تراشے ہوئے خدوخال نمایاں ہوئے۔۔۔وہ چہرہ جس پر خاموشی بھی ایک الگ شان رکھتی تھی۔

ازعان نے تجسس سے لہجے میں کہا۔"یہ آواز تھی کس کی؟" کمرے میں اب بھی فون کی مدھم گونج باقی تھی، جیسے ہوا خود بھی اس اجنبی نسوانی آواز کے زیرِ اثر رک گئی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جاری ہے!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842